سید محمد جونپوری اور ذکریت

انعام الحق کوثر

سید محمد جونپوری ابن سید بُدھا اویسی ۸٤۷ھ/۱٤٤۲ء-۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء تاریخ اسلام کے ان افراد میں سے ہیں جو کچھ کردہ لیکن زیادہ تر ناکردہ گناھوں کی پاداش میں گفتار کشی اور کردار کشی کا نہ صرف نشانہ بنائے گئے بلکہ ان پر کفر و الحاد کے فتوے صادر کئے گئے- سید موصوف علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ تھے اور علم وعرفان ، حسن سیرت ، جہاد بالنفس اور جذبہء اصلاح و احیاء میں اپنے ھم عصروں میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے - آپ اکثر وقت زہد و اتقاء اور گوشہ گزینی میں گزارتے تھے- لیکن اکابرین کی اقتدار مستی ،علماء کی زر پرستی اور عامة المسلمین کے بسا اوقات عقائد فاسدہ و شعار کافرانہ اور مجموعی طور پر ایک غیر اسلامی ماحولیاتی تاثیر کے پیش نظر انھوں نے ان مسائل کا حل "ارجعو الی الاسلام" میں سمجھا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین و تنقید کا بیڑہ اٹھایا- گوشہ نشینی کو خیرباد کہہ کر مہدی ھونے کا دعوی کر دیا- اور یوں مخالفین کے ہاتھ میں ترپ کا پتہ دے دیا -

سید صاحب کے علم و فضل ، لگن اور زہد ورع نے بہت جلد عوام الناس کو اپنا گرویدہ بنا لیا- جو جوق در جوق ان کے حلقہ ارادت میں شامل ھونے لگے اور آپ مہدی کہلوانا باعث فخر سمجھنے لگے - یہ صورتحال جہاں سلاطین و امراء کے لئے باعث تشویش تھی وہاں علماء بھی اس پر سخت برافروختہ ھوئے اور انھوں نے اپنا غیظ و غضب ان پر برسانا شروع کر دیا - مجبورا" آپ گجرات چلے گئے ، جہاں سلطان محمود خلجی نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا - لیکن یہاں بھی عوامی عقیدت بڑھنے لگی- اور علماء و امراء نے شدید رد عمل کا اظہار کیا تو وہ جنوبی ہندوستان چلے گئے- وہاں بھی وہی

صورت حال پیش آئی تو وہ حج کے لئے روانہ ہو گئے - فریضہ حج ادا کرنے کے بعد دریائے ہلمند پر واقع فرح (مشرقی ایران) میں مقیم ہوئے اور یہیں غریب الوطنی میں تبلیغ کرتے ہوئے انتقال فرما گئے-

سید موصوف کا دور حیات ۸۴۷ تا ۹۱۱ھ بمطابق ۱۴۴۲ تا ۱۵۰۵ء تھا - گویا وہ لودھی دور سے تعلق رکھتے تھے -

ہندوستان سے جانے کے بعد بھی ان کا اثرو نفوذ جاری رہا- بنگال کے ایک دانش جُو کا بیٹا ، شیخ علائی حج بیت اللہ کے لئے گیا تو واپسی پر وطن مالوف جانے کی بجائے بیانہ میں سکونت پذیر ہو گیا - یہاں اس کی ملاقات شیخ عبداللہ نیازی سے ہوئی جو سید محمد جونپوری کا معتقد اور خلیفہ تھا- شیخ علائی کو اُس سے عقیدت ہو گئی اور اسلام شاہ سوری کے دور میں ان دونوں نے تحریک مہدویت کو بہت شہرت وتقویت دی - دونوں سید صاحب کی طرح حکمران طبقہ اور سیاسی مصلحتوں سے بے نیاز اپنی تبلیغ میں مصروف رہتے تھے- وہ معروفات کی پابندی پر زور دیتے تھے اور منکرات پر سخت سرزنش کرتے تھے- نتیجتاً غریب لوگ گروہ در گروہ ان کے مرید ہونے لگے- وہ خود بھی مسلح رہتے تھے اور ان کے پیروکار بھی - وہ عمال حکومت کی دخل اندازی بالکل برداشت نہ کرتے تھے - چنانچہ وہ بھی امراء و علماء میں غیر مقبول ہو گئے ، بالخصوص شیخ الاسلام مولانا عبداللہ سلطانپوری الملقب بہ مخدوم الملک[1] تو ان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے اور اسلام شاہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ان دونوں کو دربار میں حاضر کیا جائے - شیخ علائی اپنے نیم برہنہ اور پیوند پوش پیروں کے ساتھ دربار میں پیش ہوا لیکن تسلیمات نہ بجا لایا - مخدوم الملک نے اس پر سخت اعتراض کیا تو سلطان نے ایک فقیہہ سے فتوی طلب کیا - فقیہہ شیخ علائی کے خلاف فتوی نہ دینا چاہتا تھا - لہذا اس کے دونوں بیٹوں نے اس کی طرف سے سلطان کو لکھ کر دیا کہ اسے مخدوم الملک کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے جو "فقیہہ عصر" تھے - چنانچہ سلطان نے اسے مخدوم الملک کے سپرد کر دیا

جنھوں نے اسے کوڑوں کی سزا دی- وہ اتنا نحیف تھا کہ تیسرے کوڑے کی ضرب کی تاب بھی نہ لا سکا اور یوں ۱۵٤۸ء میں چل بسا -

شیخ عبداللہ نیازی پیش ہوا تو وہ بھی تسلیمات بجا نہ لایا جس پر مخدوم الملک کو بھڑکانے کا موقع ملا اور اسے اتنا مارا پیٹا کہ وہ قریب المرگ ہو گیا- اس کے زخم ٹھیک ہوئے تو وہ ادھر اُدھر پھرتا رہا اور پھر سرہند میں مقیم ہوگیا - جہاں ڈاکٹر ایس ایم اکرام کی رائے کے مطابق وہ مہدویّت سے تائب ہو گیا اور پھر انتہائے عمر تک تبلیغ اسلام میں مصروف رہ کر نوے سال کی عمر میں ۱۵۹۲ء میں فوت ہوا-

گو بظاہر "تحریک مہدویت" شمالی اور جنوبی ہندوستان میں ناکام رہی تاہم اس کے بعض دوررس اثرات بھی مرتب ہوئے- شیخین نے جہاں اپنے پیشرو، سید محمد سے بھی بڑھ کر طبقہ غرباء کو اپنی مٹھی میں لیا وہاں چند امراء بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے جیسے خواص پور(راجپوتانہ) کے والی وغیرہ- ناگور کے شیخ مبارک بھی ان کے مرید ہوگئے- دور اکبری میں مخدوم الملک (کہ ہنوز اقتدار میں تھے) اور شیخ مبارک کی رسہ کشی نے اکبر جیسے آزاد منش کو متاثر کیا- شیخ اور اُس کے دونوں بیٹوں ابوالفضل اور فیضی نے اس کی مخلوط الاعتقادی کو بہت شہہ دی- جنوبی ہندوستان میں بھی اس کے اثرات موجود رہے اور بقول ڈاکٹر اکرام، نواب بہادر یار جنگ جیسے انسان بھی ان کے افکار و شعائر کے قائل تھے-

یہ تھا تحریک مہدویت کا نقشہ تاریخ ہندوستان میں! جس کے مطابق مہدویت کے مدعی سید محمد اور بالخصوص ان کے دونوں خلفاء، شیخ عبداللہ نیازی اور شیخ علائی کٹر بنیاد پرست اور موالی الذہن تھے- وہ حکمران اور بالائی طبقے سے گریزاں، ذاتی ملکیت کے مخالف اور جاہ طلبی اور ہوا و حرص سے مبرا تھے- ان کی یہی سختی، غرباء سے وابستگی اور جارحیت ان کی مخالفت کا سب سے بڑا سبب بنی-

ذکری عقائد کی روشنی میں

مکران کے ذکری، سید محمد جونپوری کو "ذکریت" کا بانی مبانی قرار دیتے ہیں اور انہیں مہدی مانتے ہیں- ان کا رقص کشتی[۲] ایک عام بلوچی رقص کی طرح شروع ہوتا ہے جس میں مرد ایک دائرے میں گھومتے ہیں اور بیچ میں ایک یا زیادہ خوش آواز عورتیں کھڑی ہوکر سید کے گن گاتی ہیں- اور تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پکارتی ہیں "ہادیا ؟ (کونسا ہادی بہتر ہے)" اور گھومتے ہوئے مرد جواباً کہتے ہیں "گل مہدیا" (ہمارا پھول جیسا مہدی) لیکن ان کے قریباً تمام عقائد سید موصوف کے ہندوستانی دور کی تعلیمات و معمولات سے مختلف ہیں مثلاً

وہ مہدی کو قرآن حکیم کی تاویل کا مجاز گردانتے ہیں-

نماز کی بجائے ذکر[۳] کے قائل ہیں- جو علی الصبح تا نیم شب چھ دفعہ کیا جاتا ہے-

روزے کے قائل نہیں ہیں-

زکوۃ کی بجائے صرف عُشر کو مانتے ہیں-

کلمہ طیبہ میں تحریف کئے ہوئے ہیں یعنی لا اله الا الله محمد مہدی رسول الله-

حج کے لئے مکہ معظمہ جانے کی بجائے کوہ مراد (تربت) آتے ہیں-

نماز جنازہ نہیں پڑھتے-

مسجد کی بجائے ذکرانہ بناتے ہیں جس کا قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں-

یہ سب کچھ سید موصوف کے ہندوستانی دور کے عقائد سے قطعاً مختلف ہے۔ یہ اختلاف کیسے پیدا ہوا ؟

۱ - کیا یہ بُعد القطبین ان کا اپنا پیدا کردہ تھا ؟

۲ - یا پھر یہ ان کے بعد ان کے نام لیواؤں نے پیدا کیا ؟

پہلی صورت بعید از قیاس لگتی ہے گو خارج از اُمکان نہیں- بعید از قیاس اس لئے کہ ایک صاحب علم و عرفان جو عوام میں اتنا ہردلعزیز ہو ، جس نے متعدد حکمرانوں کو اپنے کردار و اخلاص سے متاثر کیا ہو، جس نے اپنے مسلک کے لئے بے شمار مصائب و تواتب جھیلے ہوں اور جو اپنی نظریاتی استقامت کی خاطر ترک وطن کردے ، وہ خود ہی اپنے مؤقف کو کیسے تہس

نہس کرسکتا ہے ؟ لیکن خارج از امکان اس لئے نہیں کہ ترک وطن سے پہلے اور ترک وطن کے بعد بھی لگاتار نشیب و فراز اور پے بہ پے امید و بیم نے اسے ذہنی طور پر اتنا ماؤف اور شکست خوردہ کردیا ہو کہ وہ "میں ہوں اپنی شکست کی آواز" بن کر رہ گیا ہو- اس انتہائی صورت میں اس کا مؤقف، خلوص، کردار کچھ شک و شبہ بلکہ کذب و افترا کے دائرے میں آجاتا ہے جو کم از کم اس کے ہندوستانی دور کی جزالت، پختگی اور محکمی کا نقیض معلوم ہوتا ہے-

لہذا دوسری صورت زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے لیکن سیّد موصوف کے ہندوستانی خلفاء یعنی شیخ نیازی اور شیخ علائی اس کے مسلک میں‌کسی تحریف کے مجرم قرار نہیں دئے جا سکتے - شیخ نیازی کا مسلک سے تائب ہونا ایک متفق علیہ نظریہ نہیں ہے - لیکن اگر وہ واقعی تائب ہوا تو بھی وہ تحریف کا مرتکب نہیں ہوا - شیخ علائی تو اپنے مسلک کے لئے جان کی بازی ہی لگا گیا - لہذا مہدویت کو ذکریت میں بدلنے کا عمل غالباً مکران میں ہی ہوا -

مکران مختلف النسل اور مختلف الخیال لوگوں کا مسکن تھا - جنہیں پہاڑ اور صحرا مسلسل ایک دوسرے سے الگ تھلگ رکھتے تھے - بلوچوں کا ریلا یا سواد اعظم آگے نکل جانے کے بعد ان کا باقیماندہ حصہ "رند" راجپوتوں کی طرح اجتماعی قیادت کی بجائے انفرادی سیادت کا اتنا رسیا تھا کہ وہ کسی بیرونی حملہ آور کے سامنے بھی متحدہ محاذ پیش نہ کر سکتا تھا اور آ پس میں ہی دست وگریباں رہتا تھا - لہذا مکران حملہ آوروں کے لئے ایک لقمہء تر بن جاتا تھا[٤]-

ثانیاً ہندوستان میں بعض کبائر نے سید محمد کا احترام کرنے کے باوجود اسکے مسلک کو بھی نظریہ کی حیثیت سے قبول نہیں کیا اور یہ زیادہ تر صغائر تک ہی محدود رہا - لیکن سترھویں صدی کے مکران میں واردو قابض ہونے والے بُلیدی حکمران مکران میں ذکریت نافذ کرنے کے ذمہ دار تھے -

انہیں کے تحت تحریک مہدویت فرقہ ذکریت میں بدلی- ان کے سیاسی حریف اور جانشین ،گچکیوں نے اٹھارھویں صدی میں بلیدیوں کا تو تختہ الٹ دیا لیکن ذکریت کو نہ صرف بطور سرکاری مذہب جاری رکھا بلکہ اس میں شدت بھی پیدا کی اور وسعت بھی- سید محمد کی نظریاتی مہدویت حکمران بلیدیوں اور گچکیوں کے ہاں ذکریت کی صورت میں سرکاری مذہب بنی تو اس میں بہت سی افراط و تفریط در آئی- ایران و افغانستان کے تہذیبی مراکز سے دور فرح کی ایک گمنام تحریک حکمرانوں کے ہاتھ میں ایک ایسا ہی لقمہء تر بن گئی جیسا کہ حکمران حملہ آوروں کے لئے تھا- اور انھوں نے اسے اپنا آلہء کار بنا لیا -

موجودہ "ذکریت" اس کے مبیّنہ بانی سیّد محمد جونپوری سے کہیں زیادہ بلیدی اور بالخصوص گچکی حکمرانوں کی تصنیف و تالیف معلوم ہوتی ہے - تاریخ سے اس بات کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ بلیدیوں نے من حیث القبیلہ سیّد موصوف سے براہ راست فیض حاصل کیا - ان کے مؤسس ، بوسعید بھی صرف ماحولیاتی طور پر ہی سیّد مذکور سے متاثر ہوئے - بلیدیوں کے سیاسی حریف گچکی ذکریت کے ضمن میں بلیدیوں کے تلمیذ تھے اور یوں "ایجادات بندہ " کا دروازہ ان دونوں کے لئے کھلا تھا[۵]-

سیّد محمد اور ان کے اہم جانشین شیخ علائی نے باقاعدہ مکّہ معظمہ جا کر فریضہء حج ادا کیا لیکن گچکی اقتدار کے بانی مُلا مراد گچکی نے تربت کے کوہ مراد کو جائے حج بنا دیا اور ایک کنواں بنام چاہ زمزم بھی کھدوایا- نہ صرف یہ بلکہ اس نے ذکریوں میں زمین بھی تقسیم کر دی تا کہ وہ دنیاوی و اقتصادی طور پر مستحکم ہو کر گچکی اقتدار کے دست و بازو بنے رہیں اور غیر ذکریوں کے لئے بھی موجب ترغیب وتشویش ہوں اور یوں اس نے اس مفاد پیوستہ طبقے کے بل پر اپنے لئے دینی و دنیاوی اور مادی و روحانی سیادت کو مستحکم کرنے کا سوچا[۶]-

ذکریوں کا کہنا ہے کہ سیّد محمد جونپوری تربت بھی آئے اور کئی سال

تک کوہ مراد پر مصروف عبادت رہے - گو اسے خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا تاہم تاریخ کے ہندوستانی دھارے سے الگ ہونے کے بعد سیّد موصوف کی نقل و حرکت کے متعلق تیقّن سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا - اگر ذکریوں کے دعوی کو ہی تسلیم کر لیا جائے کہ وہ سالہاسال تک کوہ مراد پر ٹھہرے اور اہل مکران کو ذکری بنا گئے تو اس صورت میں پہاڑ کا نام کوہ مراد کی بجائے کوہ سیّد محمد ہوتا - معلوم ہوتا ہے کہ ملا مراد " ذکریت " میں کسی کا پیرو ہونے کے بجائے اس کا پیشوا تھا -

حوالہ جات

۱- مولانا عبداللہ سلطانپوری الملقب بہ مخدوم الملک کی ہوس زر ایک کہاوت کے درجہ پر تھی - انھوں نے اپنی اقامت گاہ کے صحن میں پختہ قبریں بنوا رکھی تھیں جنھیں وہ اپنے آباء و اجداد کی قبریں بتاتے تھے - لیکن ان کی وفات کے بعد جب انہیں کھلوایا گیا تو وہ سونے چاندی کی اینٹوں کے دفینے نکلیں

عبدالوحید خان ، تاریخ افکار و سیاسیات اسلامیہ ، لکھنو، ۱۹۴۲ء ص ٤٢٦، ۲۱-۲۱۹-

۲- کشتی رقص ہر اسلامی مہینے کی چودہ تاریخ کو بوقت شب ہوتا ہے - بشرطیکہ جمعہ ہو - اس کے علاوہ ذی الحجہ کی ابتدائی دس تاریخوں کو بھی ہوتا ہے - اور نو ذی الحجہ اہم ترین سمجھا جاتا ہے - عید الاضحی کے دوسرے دن بھی کیا جا سکتا ہے - پیدائش ، ختنہ اور شادی کے مواقع بھی کشتی رقص کا سبب بنتے ہیں اور مانی ہوئی منت کا نتیجہ بھی-

ایس عثمان حسن، بلوچستان ، کوئٹہ، ١٩٨٤، ص ص ۸-۲۷۲

۳ - ذکر :

نام	نوعیت	مشتملات ورد	کیفیت
۱ فجر	خفی	لااله الا الله سے شروع ہوتا ہے	گھر پڑھوتا ہے، ۱۳ دفعہ سب پر لازم ہے
۲ گواریام (علی الصبح)	جلی خفی	سبحان الله یرجعو، آخر میں سجدہ لا اله حسبی ربی جل الله، طلوع تک پھر سجدہ	
۳ نیم روچ (دوپہر)	جلی	تمام اوراد ماسوائے سبحان الله یرجعو	
٤ روچ زرد (قریباً وقت عصر)	خفی	سبحان الله یرجعو، غروب پر سجدہ	
۵ سرشب (آغاز شب)	جلی	سارے اوراد ماسوائے سبحان الله ترجعو	قریباً دس بجے رات
٦ نیم ہنگام (نیم شب)	خفی	لا اله ہزار دفعہ، ہر سو کے بعد سجدہ	انفرادی

نیو کیس دور، کوئٹہ ، مکران نمبر، ۱٦ مارچ ۱۹٦۷ء

مضمون : کوہ مراد از کامل القادری

مضمون: علامہ سید محمد جونپوری از فقیر بخش بکٹی

یہی دونوں مضمون تاریخ بلوچستان ، محمد سعید دھوار ، کوئٹہ ، ۱۹۹۰ء میں ضمیمہ ۲ اور ضمیمہ ۳ (ص ص ۷٦۸ تا ۷۸۱) کے طور پر چھاپے گئے ہیں -

٤- Pakistan History Board, *A Short History of Hind Pakistan,* Karachi, 1955, pp. 296-297.

۵- S.M. Ikram, *History of Muslim Civilization in India and Pakistan,* Lahore, 1961, pp. 222-223.

٦- *Balochistan Through the Ages,* Vol. II, Quetta, 1979, pp. 570-575.